جناب اختر راہی ۔ ایم۔ اے

جزائر فلپائن میں اسلام کے شب و روز

فلپائن بحرالکاہل کے چھوٹے بڑے سات ہزار جزائر پر مشتمل ملک ہے جو ساحلِ چین سے چھ سو میل جنوب کی طرف واقع ہے۔ سب سے بڑا جزیرہ لوزان ہے جس میں دارالحکومت منیلا واقع ہے۔ دوسرا بڑا جزیرہ منڈاناؤ ہے۔ جزائر فلپائن کی آبادی ایک تخمینے کے مطابق ۳۷ ملین ہے، جس میں سے تیس ملین عیسائی (زیادہ تر کیتھولک) ہیں۔ پانچ ملین کے لگ بھگ مسلمان ہیں اور باقی ماندہ آبادی وحشی قبائل اور دوسرے مذاہب کی پیروکار ہے۔

اسلام کی آمد عہدِ قدیم میں جنوب مشرق کے سمندروں میں سونے کے جزیروں کے بارے میں کہانیاں اس قدر مشہور تھیں کہ ان دیومالائی افسانوں نے بطلیموس کے جغرافیے تک میں جگہ پالی۔ عرب تاجر ہندوستان اور چین کی آبادی سے ایسی کہانیاں سنتے تھے اور "جزیرۃ الذہب" کی تلاش میں اپنے بادبانی جہازوں کو بحرالکاہل میں ادھر اُدھر گھماتے تھے۔ آخر سماٹرا اور جاوا سے ہوتے ہوئے ان جزائر تک پہنچے۔ عربوں نے ان جزائر کو "جزائر واق واق" کا نام دیا ہے۔ کیونکہ ان پہ کوئی "راجہ واکا" حکمران تھا۔

عرب تاجروں نے بغرضِ تجارت جزائر میں سکونت اختیار کرلی اور اپنے سیرت و کردار کے ذریعے مقامی آبادی میں اسلام کا پیغام پھیلانا شروع کر دیا۔ اہلِ وطن اسلام کے حلقے میں شامل ہونے لگے۔ مگر تاجروں نے اسلام کی آواز پہنچائی اور تربیت و تعلیم کی ذمہ داریاں صوفیائے کرام نے انجام دیں۔

۱۳۸۰ء میں ایک عرب مبلغ شریف مخدوم سولو (SULU) میں وارد ہوئے۔ ان کے لقب "مخدوم" سے واضح ہوتا ہے کہ وہ صوفی بزرگ تھے۔ اس دور میں اکابر صوفیاء اسی لقب

سے مشہور تھے۔ شریف مخدوم کی تبلیغی مساعی کامیاب رہی۔ انہوں نے اسلام کا جو ننھا منا پودا لگایا تھا اسے سماٹرا کے راجہ بگینڈہ (RAJA BAGINDA) کو سینچنے کا شرف حاصل ہوا جو دس سال بعد یعنی ۱۳۹۰ء میں وارد ہوا۔ راجہ بگینڈہ نے تبلیغی کوششوں میں نئی جان ڈال دی۔ اور اپنی صاحبزادی ایک ذی علم سید زادے ابوبکر نامی کے عقد میں دی۔ راجہ بگینڈہ کی نرینہ اولاد نہ تھی اور راجہ موصوف کے داماد ابوبکر وارثِ تاج و تخت ہوئے۔ ابوبکر نے اپنے لئے راجہ کی بجائے سلطان کا لقب اختیار کیا اور نظامِ حکومت اسلام کے سیاسی اصولوں کے مطابق ڈھال دیا۔ سلطان ابوبکر کا دورِ حکومت ۱۴۵۰ء سے ۱۴۸۰ء تک جاری رہا۔

ابوبکر کے دورِ حکومت میں جزیرہ نمائے ملایا کی جنوبی ریاست جہور (JOHOR) کا ایک تاجر شریف کابنگ سوان (SHARIF KABUNGSWAN) منڈا ناؤ میں کوٹا باٹو کے مقام پر اپنے کئی ساتھیوں سمیت سکونت پذیر ہوگیا۔ کابنگ سوان نے ایک مقامی عورت سے شادی کر لی۔ اور اسلامی تبلیغ کے کمربستہ ہوگیا۔

شریف مخدوم سے لیکر کابنگ سوان تک کی کوششوں سے فلپائن کی خاص آبادی نے اسلام قبول کر لیا اور کابنگ سوان کی سیاسی قوت کی بدولت اسلامی سلطنت کی سرحدیں وسیع ہوتی گئیں۔ آرنلڈ کے بیان کے مطابق کابنگ سوان کی سرگرمیاں پُرامن رہیں۔ مگر حصولِ قوت کے بعد انہوں نے ہمسایہ قبائل کو زیر کر لیا اور انہیں حلقۂ اسلام میں داخل کر لیا۔ آرنلڈ کا یہ بیان مغربی ذہنیت کا آئینہ دار ہے۔ جس کے مطابق یہی تصور کیا جاتا ہے۔ کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔

<u>ہسپانیہ کا تسلط</u>| منڈا ناؤ اور سولو کی اسلامی سلطنتیں شمال اور مشرق کے جزائر میں پھیل رہی تھیں۔ کہ ہسپانوی جہازران فرڈیننڈ میگلن (FERDINAND MAGELLAN) نے دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ دنیا کے گرد چکر لگانے کی کوشش کی۔ ۱۶ مارچ ۱۵۲۱ء کو یہ بہادر مگر لالچی جہازران منڈاناؤ کے قریب سیبو نامی جزیرے میں لنگر انداز ہوا۔ ان جزائر کی دولت نے جہازران کے قدم باندھ لئے اور یہیں کا ہو رہا۔ آخر مقامی آبادی سے لڑتے ہوئے مارا گیا۔ مگر جاں دیگر ہسپانوی مستعمرین کے لئے ان جزائر کا دروازہ کھول دیا۔

اتفاق سے یہ وہی زمانہ تھا جب ہسپانویوں نے مسلمانوں پر تازہ تازہ فتح حاصل کی تھی۔ اور پوری دنیا پر اپنا جھنڈا لہرانے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہوں نے یہاں بھی مسلمانوں کو ختم کرنے کے وہی حربے استعمال کئے جو ہسپانیہ میں کامیاب ثابت ہو چکے تھے۔ ہسپانویوں نے عیسائیت

کو جبر و تشدد کے ذریعے عوام پر مسلط کرنے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کی نسبت استعماریوں کے وسائل بے پناہ تھے اور یہ وسائل عیسائیت کے پھیلانے کے لئے استعمال کر رہے تھے۔ تاہم مسلمانوں نے انیسویں صدی کے آغاز تک استعماریوں کے سامنے ہتھیار نہ ڈالے۔ عیسائیت تمام مشنری سرگرمیوں اور ترغیب و تخویف کے باوجود کامیاب نہ ہو سکی۔ اس کے برعکس اسلام کا حلقہ وسیع ہوتا گیا۔ ہسپانویوں کے ظلم و تشدد سے لوگ تنگ آکر منڈاناؤ میں پناہ لیتے اور اسلام قبول کر لیتے تھے۔

۱۵۴۳ء میں ان جزائر کا نام ہسپانیہ کے ظالم بادشاہ فلپ دوم کے نام پر فلپائن رکھا گیا۔ مسلمانوں نے استعماریوں کا مقابلہ کیا اور چار صدیوں تک اپنی آزادی کے لئے جانی و مالی قربانی دیتے رہے۔ مسلمانوں کی مزاحمت نے ہسپانیہ کو اس قدر کمزور کر دیا تھا کہ ۱۸۹۸ء کی جنگ میں ہسپانیہ کو امریکہ کے ہاتھوں شکست کھانی پڑی اور جزائر فلپائن ہسپانیہ کے تسلط سے نکل کر امریکہ کے قبضے میں چلے گئے۔

امریکی دور اقتدار | امریکی حکومت نے ہسپانویوں کے برعکس پالیسی اختیار کی۔ جبر و تشدد کے بجائے نظامِ تعلیم کو عیسائیت کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔ مسلمانوں نے بھی معاندانہ رویّہ رکھنے کی بجائے صلح جوئی کا راستہ اختیار کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کی تبلیغ رک گئی اور عیسائیت نہایت تیزی سے لوگوں کے دلوں میں راہ پا گئی۔

امریکی دورِ اقتدار میں عیسائی آبادی نے جدید نظامِ تعلیم کے مطابق تعلیم حاصل کی اور ملک کے اہم پیشوں پر قابض ہو گئے۔ تجارت، بنکاری اور ایسے ادارے مکمل طور پر عیسائی آبادی کے ہاتھ میں تھے۔ حکومت ان ہی کے ہاتھ میں تھی۔ اور مسلمان آبادی زیادہ تر کاشتکاروں اور مچھیروں پر مشتمل رہی۔

جنگِ عظیم اوّل اور جنگِ عظیم دوم نے استعماری طاقتوں کو ہلا ڈالا۔ ان سے جہاں برطانیہ متاثر ہوا امریکہ بھی اس اثر سے نہ بچ سکا۔ چنانچہ ۱۹۴۶ء میں امریکی اقتدار ختم ہو گیا۔ نتیجے میں عیسائی اکثریت کی حکمرانی قائم ہو گئی۔ مسلمانوں کو ناقابلِ توجہ اقلیت قرار دیا گیا۔ تاریخی پس منظر اور جغرافیائی حالات کا تقاضا یہ تھا کہ فلپائن کو وحدانی مملکت کی بجائے وفاقی مملکت بنایا جاتا اور مسلمان آبادی والے جزائر کو داخلی خود مختاری حاصل ہوتی۔ مگر ایسا نہ کیا گیا۔

مسلمانوں کی تعلیم | ہسپانوی دورِ حکومت میں مسلمان بدیشی حکمرانوں کے خلاف لڑتے

رہے اور ان کی مراعات سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جب کہ عیسائی ہم وطن ہسپانوی نظامِ تعلیم کو اختیار کر چکے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دور میں حکومت کے اہم عہدوں پر عیسائی ہم وطن ہی فائز ہوئے۔ امریکی دورِ اقتدار میں ان عیسائی افسروں اور حکمرانوں نے مسلمانوں کی تعلیم کی طرف کوئی توجہ نہ دی مسلمانوں نے از خود تعلیمی ضرورتیں پوری کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ ۱۹۴۶ء میں حصولِ آزادی کے بعد مسلمانوں کو اپنی اس خامی کا شدت سے احساس ہوا اور منڈاناؤ میں یونیورسٹی کے قیام کا مطالبہ شروع کیا تاکہ منڈاناؤ کے مسلمان زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو سکیں۔

مسلمانوں کے شدید احتجاج کے بعد ۱۹۶۲ء میں منڈاناؤ میں ایک یونیورسٹی قائم کی گئی۔ یونیورسٹی کے قیام سے یہ امید پوری ہوتی دکھائی دی کہ غیر تعلیم یافتہ غریب مسلمان بھی اپنے ہم وطنوں کے پہلو بہ پہلو آ سکیں گے۔ مگر ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

یونیورسٹی کی طرف سے ہر سال تین سو وظائف دئے جاتے ہیں جو منڈاناؤ، سولو اور پالاان کے جزائر میں مقابلے کے امتحان میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنے والوں کو ملتے ہیں۔ چونکہ مسلمان بنیادی طور پر پسماندہ ہیں۔ اور تعلیمی اخراجات برداشت نہیں کر سکتے اور مقابلے کے امتحانوں میں بھی نمایاں پوزیشن حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے قائم کی گئی یونیورسٹی میں بھی ان کی تعلیم برائے نام ہی ہے۔ یونیورسٹی کے سٹاف اور طلبہ میں مسلمانوں کا تناسب صرف بیس فیصد ہے۔ فلپائن کے مسلمانوں کو خدشہ ہے کہ کہیں مراوی (MARAWI) شہر کہیں عیسائی اکثریت کا شہر ہی نہ بن جائے۔

<u>بے اطمینانی کے اسباب</u>: فلپائن میں مسلمانوں کی موجودہ بے اطمینانی اور مقامی آبادی کی کشمکش کا آغاز فلپائن دولتِ مشترکہ حکومت کے پہلے صدر مینول کیوزن (MANUEL QUEZON) کے دور میں شروع ہوا جب اس نے لوزان (شمالی فلپائن) اور وسیاس (وسطی فلپائن) کی عیسائی آبادی کو منڈاناؤ میں آباد کرنا شروع کیا۔ یہی پالیسی جمہوریہ کے تیسرے صدر ROMAN MAGSAYSAY کے دور میں قائم رہی۔ مسلمان کسانوں کی سادہ لوحی سے عیسائی ہم وطنوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کی زمینوں پر بجبر و قوت قبضہ کر لیا۔ عیسائی نوآبادکاروں کی پشت پناہی حکومت کر رہی تھی۔ حکومت نے تمام ایسی زمینوں کو سرکاری ملکیت قرار دیدیا جن کے متصرفین کے پاس کوئی قانونی حقِ ملکیت نہ تھا۔

ہسپانوی اور امریکی حکمرانوں نے مسلمان کسانوں کو ہی زمینوں کا مالک تسلیم کر لیا تھا۔ جن زمینوں کو زیرِ تصرف لائے ہوئے تھے اور نسل در نسل ورثے میں حاصل کر رہے تھے۔ عدل و انصاف

کا اصول بھی یہی ہے کہ جو لوگ سالہا سال سے زمین کاشت کر رہے ہیں اور محنت و مشقت سے بنجر زمینوں کو آباد کیا ہے وہی ان کے مالک ہیں۔ حکومتِ فلپائن کا یہ اقدام اس لئے بھی موزوں نہ تھا کہ جن لوگوں کے پاس زمین کی ملکیت کی دستاویزیں موجود بھی تھیں۔ صدہا سال ان کا محفوظ رہنا بھی ناممکن ہے۔

سرکاری اعلان کے بعد تعلیم یافتہ اور ہوشیار عیسائی نوآبادکاروں نے درخواستیں گزار کر زمین کے حقوقِ ملکیت حاصل کر لئے مگر مسلمان سادہ لوح کسان دفتری پیچیدگیوں کی بنا پر اس مرحلے میں ناکام ہو گئے، اور یہی مسئلہ فلپائن میں مذہبی جنگ کی صورت اختیار کر گیا۔

حکومت کے اس اقدام سے منڈاناؤ کے ہزاروں مسلمان گھرانوں کا سکون چھن گیا مگر حکومت نے متاثر مسلمان خاندانوں کی بہتری اور فلاح و بہبود کے متعلق قطعی طور پر نہیں سوچا۔ ظاہر ہے وسطی اور شمالی فلپائن کے امیر تاجر اور صنعت کار جن کی مستقل سکونت بھی ان ہی علاقوں میں ہے۔ انہیں غریب کسانوں سے زمین لے کر دینے سے ملک کی قسمت کہاں تک بدل سکتی ہے۔

اس صورت حال نے مسلمانوں کو جدوجہد پر مجبور کر دیا ان کی جدوجہد کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو معاشرتی زندگی میں ان کا جائز مقام دیا جائے۔ انہیں ہمیشہ نظر انداز کیا گیا ہے۔ کبھی کوئی گورنر یا وزیر مسلمانوں سے نہیں لیا گیا۔ حکومت کے اعلیٰ مناصب ان کے لئے شجرِ ممنوعہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۹۶۸ء میں جنوبی فلپائن کے مسلمان رہنما داتو متالم (DATO MATALAM) نے حکومت کو متنبہ کیا تھا کہ کہ اگر مسلمانوں کی معاشی، سیاسی، سماجی اور زندگی سنوارنے کے لئے حکومت نے کوئی توجہ نہ دی تو مسلمان علیحدہ ہونے اور اپنی حکومت خود بنانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ مسلمان نمائندوں نے مطالبہ کیا ہے کہ تین جنوبی جزائر، منڈاناؤ، سولو، اور پالان کو جدا کر کے مسلمان حکومت قائم کر دی جائے۔

LONDON TIMES کے خصوصی نامہ نگار RAMSAY WILLIAM نے منیلا سے اخبار مذکور کو لکھا ہے:

"فلپائن کو اس پر فخر ہے کہ ایشیا میں واحد عیسائی قوم ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ۳۵ ملین آبادی میں پانچ ملین مسلمان ہیں۔ مسلمان آبادی اپنے وطن میں دوسرے درجے کی شہری ہے، اور موجودہ سماجی حیثیت پر ناراضگی کا صاف صاف اظہار کر رہے ہیں۔ کوئی مسلمان سینیٹر نہیں ہے۔ اور فلپائن کے ایوانِ نمائندگان میں

صرف چار مسلمان ہیں۔ فوج میں کوئی مسلمان جنرل نہیں ہے۔ اور نہ پولیس کے اعلیٰ عہدوں پر ہی کوئی مسلمان فائز ہے۔ زرعی اراضی جو نسل درنسل مسلمان خاندانوں میں چلی آرہی ہے۔ ان کے مالکوں سے مبہم قانونی طریقوں سے چھین کر شمالی عیسائی آبادی کے ہاتھ دی جارہی ہے۔"

قتل وغارت | متذکرۃ الصدر صورت حال کے پیش نظر منڈاناؤ میں مقامی آبادی اور عیسائی نوآبادکاروں میں جھڑپیں شروع ہوگئیں۔ ۲۲ر جون ۱۹۷۱ء کو سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ :

"۱۹ر جون کو ایک سو کے لگ بھگ مسلمان ایک گاؤں کی مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے۔ ان پر مسلح حملہ کیا گیا اور فائرنگ سے اکسٹھ[۶۱] ہلاک ہو گئے۔"

صوبے میں مقیم ایک فوجی افسر نے قتل وغارت کی توثیق کی ہے کہ ان میں چھپن[۵۶] جگہ پر ہی ہلاک ہو گئے جن میں ۲۹ عورتیں اور ۱۳ بچے شامل ہیں بعدازاں زخمیوں میں سے پانچ چل بسے۔ اس نے کہا کہ ۲۳ باوردی افراد جو ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ اس قتل وغارت کے مرتکب ہوئے۔

ایک دوسری اخباری اطلاع کے مطابق کوٹا باٹو میں دو سو کے لگ بھگ مسلمان ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور گیارہ مختلف مقامات پر پانچ سو گھروں کو جلا دیا گیا ہے۔ مسلمان زمینوں کی واپسی اور سماجی زندگی میں اپنا مقام منوانے کی جدوجہد کر رہے ہیں جس کے لئے انہیں جانی اور مالی قربانی دینی پڑی ہے۔ ۱۱ر اگست کو ایک جھڑپ میں تیس مسلمان جانیں دے بیٹھے اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔

مسلمانوں کے مسئلے کا حل | فلپائن کی موجودہ سیاسی اور سماجی زندگی پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کو اپنی کسمپرسی اور ان کے ساتھ کی گئی زیادتی کا شدت سے احساس ہے۔ اور وہ برابر کے حقوق کے طلب گار ہیں۔ ان کے مطالبات کے پیش نظر مندرجہ ذیل اصلاحات ناگزیر ہیں۔

۱۔ وفاقی طرز حکومت :- فلپائن جو وحدانی ریاست ہے۔ اسے وفاقی ریاست میں بدلنا ضروری ہے۔ مسلمان اکثریت کے تینوں جزائر۔ منڈاناؤ، سولو، اور پالاوان کو ملا کر ایک وفاقی یونٹ بنا دیا جائے۔ وفاقی یونٹ مقامی مسائل کو حل کرنے میں آزاد ہو۔

۲۔ جداگانہ انتخاب :- مرکزی حکومت کی اسمبلی کے لئے جداگانہ طریق انتخاب اختیار کیا جائے تاکہ مسلمان آبادی کے نمائندے مسلمان ہی ہوں۔ نیز مرکزی حکومت میں مسلمانوں کو مناسب نمائندگی دی جائے۔

۳- سرکاری ملازمتیں :- موجودہ حکومت کے اہم عہدوں پر کوئی مسلمان فائز نہیں ہے۔ فوج اور پولیس میں بھی ان کے پاس کوئی عہدہ نہیں ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں آبادی کے تناسب سے مسلمانوں کو لیا جائے۔

عالم اسلام کی ذمہ داریاں | حال ہی میں اسلامی سیکرٹریٹ کے سیکرٹری جنرل تنکو عبدالرحمٰن نے حکومت فلپائن سے رپورٹ طلب کی ہے کہ فلپائنی مسلمانوں کے مسائل کے حل کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے۔ تنکو عبدالرحمٰن نے کہا ہے کہ کابل کانفرنس میں فلپائنی مسلمانوں کے مسئلے کو پیش کیا جائے گا۔ اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے مناسب قدم اٹھایا جائے گا۔ تاہم مسلمانان عالم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے ہم مذہبوں کی مدد کریں۔ "مسلمان جسدِ واحد کی مانند ہیں جسطرح جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہو تو پورا جسم اس سے متاثر ہوتا ہے۔ دنیائے اسلام کے کسی جزو کو تکلیف پہنچے تو تمام عالم اسلام کا اس سے متاثر ہونا ضروری ہے"

پانچ ملین فلپائنی مسلمانوں کو بچانے کیلئے عالم اسلام کی تنظیمیں مندرجہ ذیل طریقوں سے انکی مدد کر سکتی ہیں :

۱- منڈاناؤ کی یونیورسٹی کو اسلامی لٹریچر مہیا کیا جائے جس میں جدید تہذیب اور لادینی نظریات کا تعاقب کیا گیا ہو اور اسلام کو ایک متحرک نظام زندگی کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہو تاکہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ اسلام پر مضبوطی سے قائم ہو۔

۲- فلپائن میں مسلمان اساتذہ، مبلغ اور مشنری روانہ کئے جائیں جو مسلمانوں میں اسلامی روح بیدار کریں اور اسلامی تعلیمات کو عام کریں۔

۳- منیلا میں اسلامی مرکز قائم کیا جائے اور ان تمام علاقوں میں اس کی شاخیں قائم ہوں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں تاکہ ان کی روزمرہ زندگی میں مناسب راہنمائی کی جا سکے۔

۴- ایسے وقف قائم کئے جائیں جن کی طرف سے فلپائنی مسلمان طالب علموں کو وظائف دئے جائیں تاکہ وہ جدید تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو سکیں۔

ماخذ

1. THE PREACHING OF ISLAM. (T.W. ARNOLD)
2. MOSQUE AND MORO : A STUDY OF MUSLIMS IN THE PHILIPPINES (BOWING PETER)
3. THE CRITERION (KARACHI) MARCH, 1971
4. THE MUSLIM WORLD (WEEKLY) KARACHI.
5. THE MUSLIM NEWS INTERNATIONAL, KARACHI.
6. THE PAKISTAN TIMES, LAHORE (DAILY)

■■